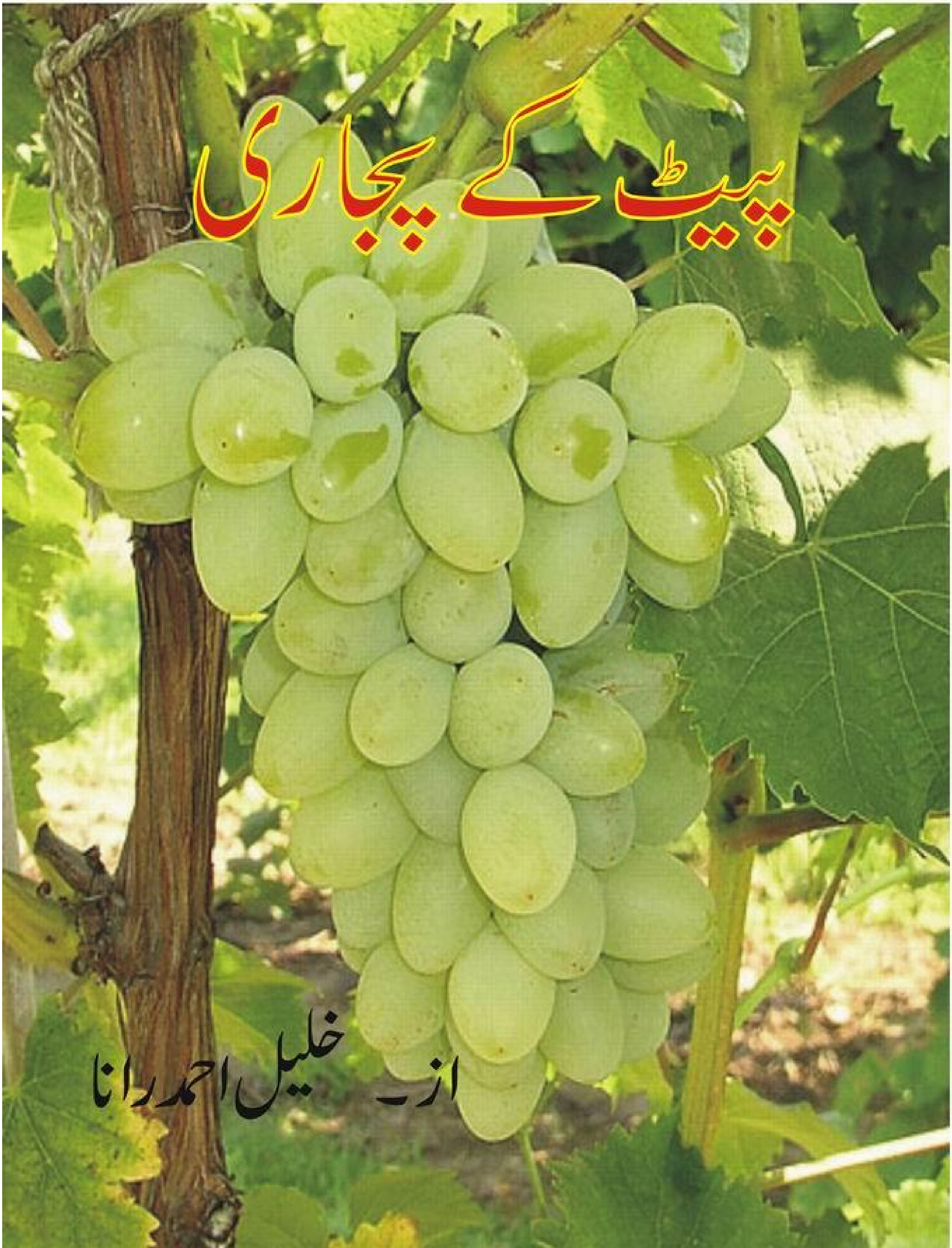
پیٹ کے پجاری



از۔ خلیل احمد رانا

ہیں منکر عجب کھانے غرّانے والے

ترتیب۔ خلیل احمد رانا

امام احمد رضا قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ (وصایا شریف) میں بعد وفات فاتحہ کے بارے میں ایک وصیت پر بعض لوگ بہت باتیں کرتے ہیں اور طرح طرح کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ ان کا تو دین کھانا پینا ہے، انہیں تو بس حلوے مانڈے کھانے کی باتیں آتی ہیں، موت کے وقت بھی انہیں کھانوں کا ہی خیال ہے وغیرہ وغیرہ۔

امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی وصیت کے کسی ایک جملے سے بھی یہ مطلب نہیں نکلتا کہ یہ چیزیں کھانے کو میرا دل چاہ رہا ہے، مجھے کہیں سے لاکر دو، یا یہ کھانے میری وفات کے بعد میری قبر کھول کر اس میں ڈال دینا، یا بعد وفات میری قبر پر رکھ دینا، یا یہ اچھے کھانے میری وفات کے بعد میرے گھر والوں کے لئے فراہم کرنا۔

جب وصیت نامہ میں ایسی کوئی بات ڈھونڈے سے نہیں ملتی تو ان پڑھے لکھے جاہلوں پر حیرت ہوتی ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے، لیکن جو تعصب کی بیماری سے اندھا ہو جائے، اس کا علاج مشکل ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصیت نامہ میں فاتحہ کے بارے میں فرمایا کہ!

''فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے، صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ، نہ کہ جھڑک کر''۔

(مولانا حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے ضلع شیخو پورہ (پاکستان) ۱۴۰۴ھ، ص ۲۴)

امام احمد رضا نے اپنے اعزا سے فقراء کے لئے جن نعمتوں کی تاکید کی، اُن میں دودھ کا برف خانہ ساز (آئس کریم)، مرغ بریانی، بکری کا شامی کباب، پراٹھے اور بالائی، فیرینی، اُردکی پھریری دال مع ادرک ولوازم، گوشت بھری کچوریاں، سیب کا پانی، انار کا پانی، سوڈے کی بوتل، دودھ کا برف، اور فرمایا کہ یہ خوش دلی سے کرنا، مجبور ہو کر نہیں۔

(مولانا حسنین رضا خاں، وصایا شریف، مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ، مرید کے ضلع شیخو پورہ (پاکستان) ۱۴۰۴ھ، ص ۲۴)

غرباء، فقراء کے لئے اچھے کھانوں کا خیال رکھنا کون سا جرم ہے؟ یہ تو غریبوں سے ہمدردی ہے، امام احمد رضا کی یہ بات تو قابل تقلید ہے۔

ہاں جہاں صرف اپنے ہی پیٹ کا خیال ہو، مٹھائی، حلوہ، گوشت، میٹھے چاول، فیرینی، گلاب جامن، انناس کا شربت، پھل فروٹ پر جان دی جائے، اور کھانے پینے کی خواہش اس حد تک بڑھی ہو کہ مرتے وقت بھی اپنی خواہش نفس کے لئے ان

چیزوں کی فرمائش کی جائے، تہذیب واخلاق کی بھی دھجیاں بکھیر دی جائیں اور کھانے کے شوق میں دھماچوکڑی مچادی جائے، تو ایسا عمل واقعی مضحکہ خیز اور قابل مذمت اور قابل افسوس ہے۔

امام احمد رضا علیہ الرحمہ کو کھانوں کا شوق نہیں تھا، یہ شوق رکھنے والے کچھ اور لوگ ہیں، آیئے ہم ان کا تعارف کراتے ہیں!

مولوی محمد زکریا کاندھلوی سابق امیر تبلیغی جماعت اپنی آپ بیتی میں لکھتے ہیں!

''حضرت (حسین احمد) مدنی قدس سرہٗ کے صرف کھانے ہی کے مد کی شفقتیں اور واقعات اگر گنواؤں تو ان کا احاطہ بھی دشوار ہے۔ بار بار اس کی نوبت آئی کہ حضرت تشریف لائے اور میں سبق میں تھا، حضرت نے دروازے پر کسی بچہ کو آواز دے کر فرمایا کہ حسین احمد کا سلام کہدو اور کہدو کہ جو کھانے کو رکھا ہے جلدی بھیج دو، گاڑی کا وقت قریب ہے اور جب اندر سے بچیوں کی یہ آواز سنتے کہ ابا جی کو مدرسہ سے جلدی سے بلالاؤ، تو حضرت للکار کے فرماتے کہ مجھے ابا جی کی ضرورت نہیں ہے کھانے کی ضرورت ہے، اگر ہو تو بھیج دو ورنہ میں جا رہا ہوں، کئی دفعہ ایسی نوبت آئی کہ میرے آنے تک حضرت کھانا شروع فرما دیتے یا تناول فرما لیتے''۔

(ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ، خصوصی اشاعت ۱۴۰۳ھ، (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا) مضمون ''حضرت شیخ کی آپ بیتی''، مضمون نگار مولوی منظور نعمانی، ص ۱۵۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں !

''ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوا لیجئے ،فرمایا کیا ہوگا ،دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی ،دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کورحم آتا ہے ،نرم نرم حلوا کھانے کوملتا ہے''۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، قصص الاکابر لحصص الاصاغر، مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور، س ن، ص ۱۴۲)

''(مولوی اشرف علی تھانوی) نے فرمایا مجھ کو میٹھے چاول دہی کے ساتھ بہت اچھے لگتے ہیں، چونکہ دہی میں قدرے ترشی ہوتی ہے اس لئے شیرینی سے مل کرلذت بڑھ جاتی ہے''۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، ملفوظات مولوی اشرف علی تھانوی، حصہ دہم ،ملفوظ نمبر ۷۷ مطبوعہ مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر (یوپی، ہندوستان)، س ن، ص ۱۴۳)

''مولوی سید طاہر حسن دیوبندی لکھتے ہیں کہ !

۱۹۲۹ء میں امروہہ میں جمعیۃ العلماء کا اجلاس ہوا وہ آموں کا موسم تھا، ہمارے یہاں حضرت (مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کو دعوت دی گئی ، حضرت کے ساتھ مفتی اعظم مولانا کفایت اللہ صاحب بھی تھے، گھر میں جب حضرت تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی پکی رکھی تھی ،حضرت نے از راہ خوش طبعی و بے تکلفی براہ راست ہانڈی ہی سے شوربا پینا شروع کر دیا ،

یہ دلچسپ منظر دیکھ کر جملہ ہمراہی بشمول حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب بے ساختہ قہقہہ لگانے پر مجبور ہو گئے''۔

(ابوالحسن بارہ بنکوی، شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات، مطبوعہ مکتبہ دینیہ دیوبند، ص ۱۲۹)

انگریزوں نے جب مولوی محمود الحسن دیوبندی کو قید کر کے جزیرہ مالٹا بھیجا، تو وہاں انہوں نے اپنی سہولیات کے لئے انگریزوں کو جو درخواست دی، اُس میں یہ بھی لکھا کہ

''مجھ کو اور میرے رفقا کو کھانے کی سخت تکالیف ہے ہم گوشت کھانے کے عادی ہیں جس پر طبی حیثیت سے بھی مدار زندگانی شمار کیا جاتا ہے''۔

(مولوی حسین احمد ٹانڈوی، سفرنامہ شیخ الہند، مطبوعہ مکتبہ محمودیہ کریم پارک لاہور، ۱۳۹۴ھ/۱۹۷۴ء، ص ۱۶۴)

مولوی احمد حسین لاہرپوری لکھتے ہیں کہ!

آموں کی فصل میں میں نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو لاہرپور آنے کی دعوت دی......اسی سفر میں شب کے کھانے میں فیرنی کا صرف ایک چمچہ چکھ کر طشتری ہٹا دی کہ آم تو کھانے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے، حضرت کے قریب مولانا محمد قاسم صاحب تھے، ان کے بعد میں اور میرے بعد محمد امین مرحوم کے استاد مولوی عابد حسین صاحب مرحوم، مولانا محمد قاسم صاحب نے فیرنی کی طشتری اپنے سامنے رکھ لی، اتنے میں کچھ حضرت

نے فرمایا وہ ادھر متوجہ ہوئے، مولوی عابد حسین مرحوم نے ایک کر طشتری اُٹھا لی، مولانا محمد قاسم صاحب ان سے چھیننے کے لئے جھپٹے، حضرت نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا "جی ہاں تبرک تو فیرنی ہی میں ہے چٹنی رکھی ہوئی ہے اس کو کوئی تبرکاً نہیں کھاتا"۔

(روز نامہ "الجمعیۃ" دھلی، شیخ الاسلام نمبر، خصوصی شمارہ، ۱۵ر فروری ۱۹۵۸ء، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ باغبانپورہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۷۷)

حاجی بدرالدین (ساکن، انچولی ضلع میرٹھ) بیان کرتے ہیں!

"حضرت (یعنی مولوی حسین احمد ٹانڈوی) فرماتے کہ حاجی صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے، تو میں عرض کرتا حضور میرے پاس پیسے ہی نہیں ہیں، تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لی جائے، پھر کیا تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی، کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دو گے، تب مجھ کو پیسے دینے پڑتے"۔

(روز نامہ الجمعیۃ دھلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۱۸۵)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی

''مٹھائی کے سلسلہ میں حاجی بدرالدین سے کافی مزاح فرماتے تھے اور مختلف دلائل سے وجوب فرماتے، حاجی صاحب کو حضرت کی زبان سے اصرار سننے کا شوق بھی تھا اور مٹھائی کھلانے کا بھی وہ عذر کرتے رہتے اور عدم وجوب کے دلائل دیتے، آخر میں حضرت فرماتے، دیکھئے یہ حضرات پھر زبردستی وصول کریں گے، ادھر مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتب خانہ، مولانا محمد عثمان صاحب چیئرمین دیوبند واستاذ دارالعلوم، مولوی محمود احمد گل ناظم شعبہ تنظیم دارالعلوم اور دوسرے حضرات اس پر تیار بیٹھے رہتے کہ حضرت ہمیں اجازت مرحمت فرمائیں، ادھر حضرت کی زبان سے مذکورہ جملہ نکلتا ادھر یہ حضرات حاجی بدرالدین سے بہزار دقت روپیہ برآمد کروا لیتے''۔

''حضرت حکیم اسحاق صاحب کھوری، حضرت کے معاصر بھی تھے...... ہر مرتبہ جب ان سے ملاقات ہوتی تو حضرت مٹھائی کا اصرار فرماتے، موصوف انکار فرماتے، آخر حضرت خود ان سے چھین لیتے اور جو کچھ جیب میں سے نکلتا کرایہ کی رقم واپس ہو کر سب کی مٹھائی آجاتی تھی''۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۳۲)

مولوی سید طاہر حسن لکھتے ہیں!

'' (راقم الحروف کے) والد صاحب چونکہ حاجی امداد اللہ صاحب و

حضرت گنگوہی اور حضرت شیخ الہند کی صحبت وخدمت میں عرصہ دراز تک رہے تھے اس لئے حضرت (ٹانڈوی) کو ان سے گہرا تعلق تھا، بے تکلفی کا یہ عالم تھا کہ والد صاحب ایک مرتبہ دیوبند آپ کی خدمت میں حاضر تھے، حضرت نے فرمایا کہ مٹھائی کھلایئے، والد صاحب نے فرمایا مٹھائی تو آپ کھلایئے میں تو آپ کا مہمان ہوں، مگر حضرت نے نہ مانا کچھ دیر تو اصرار کیا لیکن جب اس طرح کام نہ چلا تو حضرت نے والد صاحب کو پچھاڑ کر ان کی جیب سے روپیہ نکال کر مٹھائی منگالی"۔

(روزنامہ "الجمعیۃ" دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجرانوالہ، ص ۲۹۳)

محمد یوسف قریشی لکھتے ہیں کہ!

"گلاب جامن کے نام نے عام مجلسوں میں بارہا (مجھے) میر مجلس ہونے کی عزت بخشی ہے، اس نام کو سن کر جہاں ترش رو ہوا، منہ بگاڑا، بنایا، حضرت والا (مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کی ظرافت کو جوش آ گیا، گلاب جامن طشت میں لا کر مجلس میں دسترخوان پر رکھی گئی، میں اچھلنا کودنا شروع کر دیا، حکم ہوا یوسف کہاں گئے یہاں حاضر ہوں، خدام کے ہاتھوں پکڑ پکڑا کر حضرت قدس کے پہلو میں بٹھایا گیا، پھر حضرت نے تبسم فرمایا، چند جملے اپنے خاص انداز میں کہے، مجلس زعفران زار بن گئی، اپنے دست مبارک سے ایک گلاب جامن اٹھائی اور اپنے خاص انداز میں فرمایا لیجئے یہ

حاضر ہے، پھر میری مسرت کا کیا ٹھکانہ، منہ پھیلا دیا اور حضرت نے اپنے دست مبارک سے ایک خاص انداز میں اسے میرے منہ میں ڈال دیا، میں نے منہ میں لیتے ہی ایسا منہ بگاڑا کہ اہل مجلس لوٹ پوٹ ہو گئے، حضرت نے بھی مسکرا دیا اور پھر ہر طرف سے دست درازی شروع ہوگئی، میں باہر جا کر پلٹا کہ اتنے میں ساری پلیٹیں صاف ہو گئیں"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۳۷۶)

مولوی سید فرید الوحیدی رکن شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں کہ!

"(مولوی حسین احمد ٹانڈوی) کھانے کے ساتھ بیشتر بڑی رغبت سے شہد استعمال فرمایا کرتے تھے، اچار اور چٹنیوں سے بھی شوق فرماتے تھے، کبھی کسی کھانے کی یا کسی خاص چیز کی فرمائش کرتے۔

"پھلوں میں آم اور خربوزے بے حد مرغوب تھے، بالخصوص آم تو بہت ہی رغبت کھاتے تھے"۔

"آم کی اگر زیادہ قسمیں سامنے ہوتیں تو ہر ایک دانہ میں سے ایک ایک یا دو دو قاشیں ملاحظہ فرماتے تھے، اندازہ یہ ہوتا تھا کہ کھانے سے زیادہ ہر آم کا حسب ونسب و تاریخ پیدائش ووفات اور ابتدائی جائے پیدائش معلوم کر کے محظوظ ہوتے تھے"۔

"کھانے کے بعد اگر کوئی میٹھی چیز میسر آجاتی تو رغبت سے نوش فرماتے

ہوئے دیکھا ہے"۔

"مرض وفات میں جب ڈاکٹری معائنہ کے لئے سہارنپور لائے تو موصوف (حاجی احمد حسین لاہرپوری) کی درخواست پر (ان کے گاؤں) بہٹ ایک شب کے لئے رونق افروز ہوئے اور شاید آخری مرتبہ شاہ صاحب کے باغ کے "رٹول" آم ملاحظہ فرمائے"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دھلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجرانوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۳۱)

مرتے وقت پیٹ کا خیال

مولوی رشید الوحیدی لکھتے ہیں!

جس روز حضرت شیخ (حسین احمد ٹانڈوی) کی وفات ہوئی اس کی رات کو (اپنی باری پر) تقریباً ڈھائی بجے خدمت میں حاضر ہوا............فرمایا پانی لاؤ! جلدی سے پانی پیش کیا، ایک گھونٹ لے کر فرمایا: اچھا رکھ دے، اور سر دا کاٹ لے، جب میں کاٹنے لگا تو فرمایا تھوڑا ہی کاٹنا، اتنی دیر میں میں نے طشتری میں چند قتلے پیش کئے، فرمایا تم بھی ساتھ کھاؤ، میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ کھالیں، آخر کار دو قتلے چھوڑ دیئے اور فرمایا کہ لے کھالے، میں نے عرض کیا کہ رکھدوں پھر کسی وقت کھا لیجئے گا، بہت سختی سے منع کرتے ہوئے فرمایا: نہیں کھالے! خبردار رکھنا مت، میں نے اسے کھالیا، پھر فرمایا دیکھ ڈبے میں اناس ہو تو شربت لے آ! میں سمجھ نہ سکا اور

بجائے شربت کے قتلے پیش کردیئے ، فرمایا یہ نہیں بلکہ شربت!"۔(ملخصاً)

(ابوالحسن بارہ بنکوی، شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات، مطبوعہ مکتبہ دینیہ، دیوبند (یو۔پی)، س ن، ص ۱۸۰)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں!

"مولانا نانوتوی جب مرض وفات میں مبتلا ہوئے تو آپ نے مولوی محمودالحسن صاحب سے فرمایا کہ کہیں سے ککڑی لاؤ، مولوی محمودالحسن فرماتے تھے کہ میں تمام کھیتوں میں پھرا مگر صرف ایک ککڑی چھوٹی سی ملی "۔

(مولوی اشرف علی تھانوی، ارواح ثلاثہ، مطبوعہ اسلامی اکادمی ناشر کتب اُردو بازار لاہور، ص ۲۴۶)

مولوی رشید احمد وحیدی، فیض آبادی لکھتے ہیں!

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخری وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا، چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی تھی، حضرت (ٹانڈوی) نے بھی آخر میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا، اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ جب مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا محمد شاہد صاحب فاخری ملاقات کو تشریف لائے تو

فرمایا کہیئے کیا آج کل سر دا نہیں مل سکتا، انہوں نے عرض کیا ضرور مل جائے گا، چونکہ اس سے قبل مولانا اسعد صاحب اور مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا مگر کہیں دستیاب نہ ہوا"۔

آگے لکھتے ہیں!

"اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگوائی گئی تھی تو حضرت کے لئے مولانا سجاد حسین صاحب کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردا بھیجا"۔

(روزنامہ الجمعیۃ، دہلی، شیخ الاسلام نمبر، مطبوعہ مکتبہ مدنیہ، گوجرنوالہ ۱۹۸۴ء، ص ۲۱۹)

وصایا مولوی اشرف علی تھانوی

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار اُن (یعنی بیوی) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ اُن کو تکلیف نہ ہو گی"۔

(عزیز الحسن، اشرف السوانح، حصہ سوم، مطبوعہ ایم ثناء اللہ خاں اینڈ سنز، ۲۶ ریلوے روڈ لاہور، ۱۹۶۰ء، ص ۲۲۵)

آخری وقت میں کہاں فقراء کے لئے غم گساری کا خیال اور کہاں بیوی کا فکر اور پھل فروٹ کھانے کی خواہش؟ کیا کھانے پینے کے لئے ایسی اکھاڑ پچھاڑ، دھینگا مستی اور چھینا جھپٹی کہیں امام احمد رضا علیہ الرحمہ سے بھی ثابت ہے؟۔